رجسٹرڈ نمبر اے ۷۵۳



توجہ شرط

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ جاہلوں اور احمقوں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس کی ہنسی کی تقلید کیا کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور مسروقات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر نظر نہ کیجئے۔ دو جگہ کی پرچہ بازی سے بچ جائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جہت، ماسکی صلاحیت بے روے وہ مطابق کہ حقیقی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا مثال کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ مانگنے والوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بہمہ پروا ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان حقیقت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا مالداری یا یتیمی کا واسطہ دینا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارہا خریداروں کے دو لگانے پر بیاں منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کے گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نملا اور زیادہ تنگدستی اور بد دستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی پالیسی کے مطابق نہوں گے وہ شائع نہوں گے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳

مضامین

۱۰ جنوری ۱۹۲۹ء

ننگون رنگین

مصلح الاقوام مولانا نقی ۔ اہل علم ابد الوالم آپ جانتے ہمارا ننگون اور رنگین بھی کوئی اس دور کا ہے اسی رنگ میں رنگ ۔ جانتے ہو یہاں بھی آپ کا لاتفتخ ہے کشمیر کی تعریف میں عرفی نے مبالغہ سے کام لیا ہے یعنی وہاں بھونا تیتر ڈال دے ربکال کے پیشہ پروں بھی ملتے ہیں جیسے خشک مینڈک کی خاک برسات کے پانی سے ۔ ہم اپنے ننگون کی وصیت میں شاعرانہ مبالغہ سے کام نہیں لیتے جبکہ بلی جاتی ہے یہاں آ کے دیکھ لے بھی ہو پھر حمد سادہ کر تھے یہ وضو غسل کی ضرورت ہو تو ہم نام بھول گئے تھوڑی دیر کے واسطے جوان ضرور ہو جانے گا بھوکی دعاؤں کے شہنشاہ حکیم اکثر جھوٹے ہوتے ہیں ۔ انکی مسیحائی نے ایک مردہ بھی کبھی زندہ نہیں کیا کس کی معیت مسہو غسل اور کفن میں پیر بھیکو گھر کو وعدہ کر ۔ مگر اصل وہی ڈھاک کے تین پات ہم تم نہیں ہوتا ۔ چھوٹی سی کی شاخ شمشیر نہیں بنتی اسکے برعکس ہمارے شہر کا ذکر یہاں وہ محل ہے جہاں جہان وانسان کی دال گلتی چکی ہے جیسے کی مشہور شیر باد شکار (مخزن الادویہ) میں زعفران عاشق کا حال لکھا ہے کہ ایک متمول سوداگر جہاز پر کروڑوں کا مال لاد کے آیا جس میں زعفران کی نفیس خوشبو دماغ میں گھسی تو نشہ دور کرنے اور شیر کی بولی بولنے مگر کچھ دن بعد اسکی خوشبو سے مانوس ہو گیا ۔ سو اتفاق عادت کی شرم مات منتقل ہوتی ہے تنہا کو پینے کا ہے کا ابتداء میں جی متلاتا ہے شراب کا پہلا گھونٹ ہی اس کا پیش خیمہ ہوتا ہے ۔ اگر کسی دوا کا ایسی دو لمحہ بھی جیسے ہو بیسیوں کا فرض ہو

عروس ننگون انشاء اللہ شب اول بھی کر ان کو وہ تسلیاں لگا کے کہ بپھیل جائے ۔ عروس انشاءاللہ شریسا کی وقت بڑھ جائے گا یہ اسکے چین نہ آئے گا جنھیں ہزاں حضرت امت حضرت نوح علیہ السلام کی طرح مرواند عشق رنگے اور لہنجوالہ عشرہ ہجند ہردی کا عیب وہ سمجھتے ہیں کہ ان کرام نے عورت کی جانب التفات فرما کے جنت مرونہ کی آرزیبا کی ان کا بھی یہی حال ہے ۔ خیر آدم ہر حضرت جابر صاحب زعفران سے اسی وجہ افسوس ہو کہ ہماری لمبی پوچھ بہت سے زعفران کھا گئے یہاں تک کہ جانڈ بھی زعفران خورشی کے عادی ہوا ہے ۔ عرض وام سے ہو فرض ادا ہو جائیا ۔ بھر توپ بانچار سید کی لنگوٹی باندھی زعفران کے درخت کے نیچے دھونی رمانکے بیٹھ گئے اور دہے وقت وصیت فرمائی کہ دفن بھی اسی پیڑ کے نیچے ہو خدا رحمت کرے ۔

سچ ہے ۔ ابو المحجن ثقفی رضی اللہ عنہ شاعر تھے انھوں نے تقاضا فرمایا تھا ؎

اذا مت فادفنی الی جنب کرمۃ
تروی عظامی بعد موتی عروقھا
ولا تدفننی بالفلاۃ فاننی
اخاف اذا مامت ان لا اذوقھا

وہ کہیں دور نہ انگور کی تاک میں دفن کر دینا تاکہ ہڈیاں ہمیشہ رس پہنچتی رہیں ۔ ایسا نہ کرنا کہ چٹیل میدان میں دفن کرو اور بعد مرنے کے ذائقہ سے محروم ہو جاؤں ۔ مگر عاشق زعفران نے شاعرانہ خیال کو اصل کر دکھایا ۔ ہے کوئی شہر ملک یا اقلیم جو ہمارے ملک کا مقابلہ کرے ؟ کبھو ر ائمہ اکرم سب بھی اسلام کی جان ہیں کہ اسطرح کا ایک عاشق بھی دکھا سکیں جس نے زعفران پر جان دی ہو ۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جب وہم اللہ قدرہ نشاء اللہ ہوتا کسی کے بس کی بات نہیں چنانچہ عادی رنگین بیان ایک خواب رسیدہ باغ تصورات میں ... ننگون وہ بھی ایکا دا تھیں ... زمین نیا ہے حضرت ... رضیہ سفر نامے کی تیاری کی اور جل چلاؤ کا اہتمام

یہ نکتہ ننگون ورائس ننھاں سے قبل قیاس ہیں ہوا کہ کی صد دنیا میں بھی رہی خیلانی ہو گویا کرتی ہے کی گنبد دماغ میں گر گئیں تو پیر و بیادار آ گئی عصائے نگاہ ٹیکتا اٹھا اور سیدھا کرا دیا ایک پیر رنگ کا استقبال کرنے پہنچ گیا ۔ اللہ اللہ ؎

صید الاحرام گشتہ قسم زلف بند تو
زہ اذ تطاول شکیں کمند تو

وہ وہاں شیخ و شیخ زادہ رہا ہو اور سیب کا بیج کر کے گیسو ان کے گرد پاسے جب نظر آئے تو مریدوں کے دل لگ گئے اور بتائے رموز و شب کا تماشا ان واسطے ملا زرافشاں ظلمت کفر کی پوری جھلک تھے وہ تذکیہ ... جب بیٹی طرح الیاس زعفران کا دل کبھی کنگتا کبھی اچکتا مولانا شیخ ۔ آپ کے نامہ نگار کو نوشتیں سے عداوت ہے بسلیخ کی گیروں سے نالش ۔ تو نسخوں میں اوقات کے قبا سے وحشی ہو ز تبرہ شگفتوں سے ہمدردی سان سب کا اختیار ہے کہ جاہیں تو تجھے اور ہمارے گرائیں اور نہ چاہیں ۔ تب بھی ... سے اونچی قبریں بنائیں اور شوے ننگوں ... بلند کچے کو ٹھے کر دیں ۔ یہ تو ہیں ... آپ بھٹ کی اٹھیپی کی باتیں ہیں ؎

اپنا ہے یہ طریق کہ رہا ہوں سے ہیں
جتنا وہ طریق حسد کے عدد ہیں

البتہ بحیثیت مصلح قوم یہ جانب کرو خونا گورم ہوا کہ بر لوگ رنجاسے بیزاری کا دعوی کرتے ہیں ان پر بھی ہمارے ننگون کی رنگینی اثر کیے بغیر نہ رہی ۔ حضرت خدا کا حضرت کا یہ خرقہ سالوسی رکھیے اور مانسکو ب کے ساتھ پرنظر کیجئے بلکب کھوں میں صحبت کرانے کا خیال نہ رہا ۔ جس طرح ننگون کے اپنے مشہور ہیں دیکھو ہمارا مضمون مرقومہ ۱۰ جون ۱۹۲۸ء ایسے رنگینی مزاجوں کے کسب بھی ہیں ۔ یہ کسب سو الی کمزور شمال بجھان زعفران ہو ۔ باندوں مشغلہ طبع و بیماری کی ہوس حاصل کرنے کے لیے تحول رکھے ہیں ۔ ان میں عاشق کیلئے جاتے ہیں اور تسامح عاشق پر اعتراض کیوں ہے ؟ ہو سچ ! شراب کا دور چلا ہے دصرو مرگ کی حالت کیونکر چھپا ہو ! دا سچ ! ہو سچ ... ہے دامل رقص فرماتے ہیں حاذلشہ ... مرے یہ ادا مہ ہو سچ ! تو اول بھی ہوتی ہے ... مجرے بھی

ناصر خیال ... ذعفرانی رنگ ... عطا ... نے اپنے ...

ہو گئے ہیں۔ وہ لاشیں [illegible] بن رہی ہیں کہ ایسے افعال کرنا
نہیں ہے [illegible] ہو خوف دیکھ افسوس آپ ابھی
[illegible]
ایسا نہیں جہاں [illegible] نہ ہو تا پھر [illegible]
تو بھئی [illegible] لوگوں سے [illegible]
نہیں جا سکتیں۔ (ہنسی)

[illegible] کہتے ہیں کہ ایک ایسے ہی [illegible]
خاص دستخط ہیں [illegible]
کی ضیافت کی اور کیا آپ چاہتے ہیں کہ
مسجد میں ضیافت ہو؟ [illegible]
اور یہ [illegible] سلامت تشکر و امتنان
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] کو طلاق [illegible]
[illegible] کر سکتا ہے۔ [illegible]
[illegible]
تھا پھر [illegible] خواب میں [illegible] کا جلوہ
دیکھا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] حسین خواجہ [illegible]
اور [illegible] لڑکی [illegible]
[illegible]
حضرت [illegible]
[illegible] کے قائل ہو گئے کیا معنی کر
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک [illegible]
کے جیب سے [illegible]
[illegible] کر کے [illegible]
[illegible]
[illegible] وصال و اتصال [illegible]
[illegible] آج [illegible]
ہے۔ ابھی کیا ہے [illegible]
میں [illegible] آپ [illegible]
کس کس [illegible] جلدی سے [illegible]
[illegible] کی حالت طاری ہو [illegible]

[illegible] حضور کے [illegible]
[illegible] اگر [illegible]
لیکن حضور آج [illegible] صورت [illegible]
[illegible] حضرت کرامات کا [illegible]
ظاہر ہو تا [illegible] کی شکل [illegible]
[illegible] بیان [illegible] نہیں ہے۔
بارے [illegible]
[illegible] ہمارے حضور نے [illegible]



[illegible] ایک [illegible]
شنیدہ کی؟

[illegible] ایک روایت [illegible]
[illegible] گر [illegible] حضرات [illegible]
[illegible] کیا [illegible]
کی بارگاہ میں کسی بات کی [illegible]
[illegible] آنکھوں سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہیں [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
بازار سے آئے [illegible]

یہ ہم [illegible] کی بات نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] خواب میں [illegible]

[illegible] ادھر میں [illegible]
[illegible] صاحب کے [illegible]
ان دنوں درگاہ شریف میں عرس
[illegible]
بھلا کیوں نہ شریک ہوتے۔
آج [illegible]
جب [illegible]
رمضان شب قدر [illegible]
[illegible] شریف [illegible]
[illegible]
[illegible] رنگیلی [illegible]
[illegible] عرس میں کیوں نہ
ثواب آخرت جمع کرنے کا سامان مہیا
فرمائے۔
اے [illegible] اگر [illegible]
[illegible] خواہ [illegible] وقت
[illegible]
[illegible]
[illegible] جھوڑ [illegible] قیامت [illegible]
[illegible]
کیوں [illegible] کیوں [illegible]
[illegible] لگی؟
راقم

دانا بینا

[illegible]
قیمت [illegible] منیجر [illegible]

تحائفِ سالِ نو

نمبر ۲

(۱۶) دکن پنچ:-

ہم جگت نرائن صاحب وکیل ایڈیٹر دکن پنچ کے ... دکن اس ظرافت سامہ کے ایڈیٹر ہیں۔ یہ پرچہ ایسے مقام سے نکلتا ہے جہاں قلم صرف حاکم وقت اور اس کے ملازموں کی مدح کا فرض ادا کر سکتا ہے اور اگر وہ طرز انتظام سے باہر نکل کے دور ہو سکتے ہیں۔ سیاسیات میں دخل دیا اور دکن پنچ کو ... ہوا؟

لہذا ہمیں خوب کہنا نہیں ہے کہ دکن پنچ کی ظرافت کی اصلاحی اصلاح میں ابھی وقت تک کار آمد ہوگا جس وقت تک ان ملک کے اندر ہی کوئی حضرت ... تشریف لاتے ہیں۔ خدا اور رحمت کے ... عطاوت پر تکیہ بیٹھی؟ استغفراللہ

تم دوکش ہے سیاسی مدینہ کا دستور دو کش
گھوڑی باندھ کے باہر نکل جاؤ قلعہ روش

دکن کی ریاست پر موقوف نہیں تمام ہندوستان کی ریاستیں خدا کے فضل سے آئینہ ہیں مگر ... کے آئینوں سے نرالا ہے۔ آئینہ حسن و قبح شہ ... صاف بیان کر دیتا ہے۔ وہ آئینے صرف ... نے ہیں اور خرابی ظاہر کرنے ... کی قابلیت نہیں رکھتے۔ انتظام کی خرابی کا اظہار در پردہ نظم کی نسبت کا ... ہے۔ ... اگر ... تو اسی کی چیز ہے ضرور ... نہیں جانتا اور ... بتانی بات ہے۔ ... برطرف ... کسی ریاست میں رزیل ... ہیں آپ کی خلافت ... زیادہ موجب قباحت ہو حاکم ... خدا نہ ... سعید کو ... دو سال تک ... نہیں سکتا۔

حکیم صاحب نے پرچہ نکالا تو ہم خوش ہوئے ... نہیں، ایک ظریف انسان کے فرائض منصبی سے واقف رہنا چاہئے ... ابھی کمائی ... کے علاوہ ہے۔ ... سے ...

جو مسدس ... ہو ... کے خیر ... کا ہے حضور حسن کا فضل ہے آرو ... کی عبارت ہی خود ہی ہے۔ ... گی اس ... کرے گی۔ یہ ... کے متعلق ... ہوا ہے ان کا یہ اعتراض بالکل صحیح ہے کہ ... نے ... نے ... کے فرائض تقسیم کرنے کے ... کو ... کیا ہے ... نی ...

کابل میں نئی روشنی یا تہذیب کا اندھیر



... مسٹر ... کی مخالفت کرکے ... محروم رہیں گے۔ قدرت کا ... کبھی ... منتقل قدرتی حکمت ... ہے ... ہوتا ہے۔ یہ مضمون ... کی نظروں ... گیا ... مضمون میں ... ہیں ... ذات ... کر ... کے ... ریاست کی ... گیا ...

ہر حال جناب دکن پنچ اگر ... زندہ ... ہمدم ... سکتا ہے

(۱۷) ایقائے دوام:-

یہ ... خوبصورت کتاب ہے ... صاحب ... کے مصنف ہیں۔ اس کی قیمت ایک روپیہ ... دفتر ... لاہور سے مل سکتی ہے۔ ... نرالا نہیں۔ ... کے بعد باقی رہتا۔ ... لوگوں کو کسی مذہب سے تعلق ہے وہ مرگ ظاہری کے بعد ایک دوسری زندگانی کے قائل ہیں۔ ... کسی ... والے سے ... ملاقات کرنے کا اتفاق نہیں ہوا ... کیا حال ہے؟ ہاں خواب میں ... صورتیں دیکھی ہیں خواب کی آنکھ اور بیداری کی آنکھ میں فرق ہے۔ ... ہم خواب کے بعد بیدار ہوں گے اور ... سو جائیں گے ... میں ... ہے

وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں
اب ... کو ترستیاں ہیں

تو ہم بھی اس عالم سے ... ہو جائیں گے ... یہاں سے ... لوگ ... ہیں ... کا تفصیلی علم نہیں تو اجمالی علم ضرور ہو جائے گا ... نہیں ہے۔ ... تو وہ سرسری بات ہے۔ ... میں ... مضامین میں ... ہو چکے ہیں مگر وہ سب ماخوذ ہیں ان ... کے اقوال ... ہے۔ ... نہیں ہیں۔ ان حضرت کے ... نہیں ہیں۔ یہ پہیلیاں ... ہیں ... کی پہیلیوں ... کی پہیلیوں میں فرق ہے۔ ... فرق ہے ... اور ... ہیں ہے۔ ... صاحب نے ... قطع تعلق ... کے شبہات ... دور کی ... لیکن ... اور ... ہے ... کے ... سمجھ ... ہے ... اور ... کی ... مرحوم کے ... کچھ نہ سمجھ سکے ... کہتی ہے

جن کا عالم لاہوت یقینی ہے لیکن دوسری زندگی بھی فانی ہے دوامی نہیں۔ غالباً اس عالم لاہوت کے لئے کہا گیا ہے جس سے مرغ وہم اور فکر ساتھ نہیں تعلق رکھتا کہ لگا دے روحیں بھی اڑ نہیں سکتیں۔ آخر عالم آخرت صرف تنزیہ اور ذات وحدت ہے۔

شعراء و ظاہرین کہا دائرے نے غیر متعین تسلسل کو مادی تسلسل پر قیاس کرنے کے بعد اس وہم کے ہو گئے کہ روح دائمی ہے حالانکہ زمانہ خود حادث ہے غیر مستقل ہے۔ خالق جو بالآخر … ظاہری دم والی نام و دوام سکتا ہے۔ اس کی تفسیر … اطلاعوں … وغیرہ سے … ہوگی تو ہم جس چیز کو فنا کہتے ہیں وہ آغا صاحب … جب تو پھر … ہو مرنے کے بعد روح کو اپنے جسم مثالی تعلق بہت مدت تک ساتھ ہوتا ہے۔ … جب تک ارواح کا سلسلہ … نہیں کہ بغیر کافی ریاضت کیے اور اپنے جسم مثالی کو جسم عنصری سے جدا کیے … آجائے۔ اس بحث پر … موجود ہیں صورت سے قریب تر … کے اقوال … شکر ہے کہ اسلم صاحب نے … کے بعض اقوال نقل کرتے ہیں چند ان شرعی مخالفت نہیں کی۔ شکایت ہے تو اتنی کہ انھوں نے … پروفیسر ڈاکٹر اقبال کے … اشعار … فرمایا ہے … عادت سی ہو گئی ہے کہ جس بات سے واقف نہوں گے … جانے کا دعویٰ فرمائیں گے۔ جو نسبت خواب کو بیداری سے ہے وہی نسبت شاعری کو حکمت سے ہے۔ ڈاکٹر اقبال کا جو حال شاعری میں ہے وہی حکمت میں بھی ہے۔ … کبھی کبھی ان کی حالت یہی ہے کہ … کی سمجھ میں … اکثر … مطلب … ہیں۔ … بالکل … مغفور … دیکھنے کے بعد اگر کتاب … ہوتی … کی آخری … کی جانب … جائیگی۔

اسلم صاحب نے بھی ایک غیر فلسفی طریقہ کی صورت سے ثابت ہونے کے لئے کتاب لکھی ہے اور اس امر کا تحقیق عمل کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ جلد از جلد رضائے حق مسلم اور تمام عزیزوں سے ملیں گے تو تفصیل حاصل ہے۔ حضرت اس میں شک ہی کیا ہے کسی کی مجال ہے جو رب کا انکار کرے۔ اللہ میاں کی ذات کا انکار انسان کے بس کا نہیں۔ بہرحال یہ کتاب تحفہ ہے۔ اگرچہ قبول افتد زہے عز و شرف … جو … وہ … ہی ہو جائے گا۔

منطق آرا بیگم بنام آغا امان اللہ جان

(نمبر ۲۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء)

آغا جان!

میں نے ساری عمر منطق کے مطالعہ میں صرف کی مگر خدا جانتا ہے کسی کتاب میں نہیں پایا کہ بغیر داڑھی منڈوائے نقاب نزح پیٹ پہنے ہوئے تہذیب کے لوازم سے نہیں ہو سکتے۔ ترقی کی روشنی نہیں گئی، ہوائی جہاز بنا کر اڑائی روشنی مصنوعی حرکت کان کی کسی داڑھی منڈانے سے پیٹ لٹے سوٹ لگانے والے کی محتاج نہیں۔ یہ باتیں عقل کی … ہیں۔ داڑھی اور عقل میں تباین ہے۔ … میں سنا تھا، غلطی سے خلیفہ مستعصم باللہ نے کہا تھا … تیری داڑھی لمبی ہے … لمبی داڑھی نے کیا فتنہ برپا کیا۔ ہاں جس کوئی روحانی رابطہ ہو تو بندی اس سے واقف نہیں بندی عورت ذات ہے۔ داڑھی مردوں کے منہ کی … ہے مجھ بیچاری کو اس کا تجربہ نہیں۔ … یہی منطق آئی کہ بے داڑھی … ناقص العقل ہوتا ہے۔ … داڑھی منڈانے ناقص العقل گروہ سے مشابہت پیدا کرنے میں کسی عقلمندی کا ثبوت نہیں دیتے۔

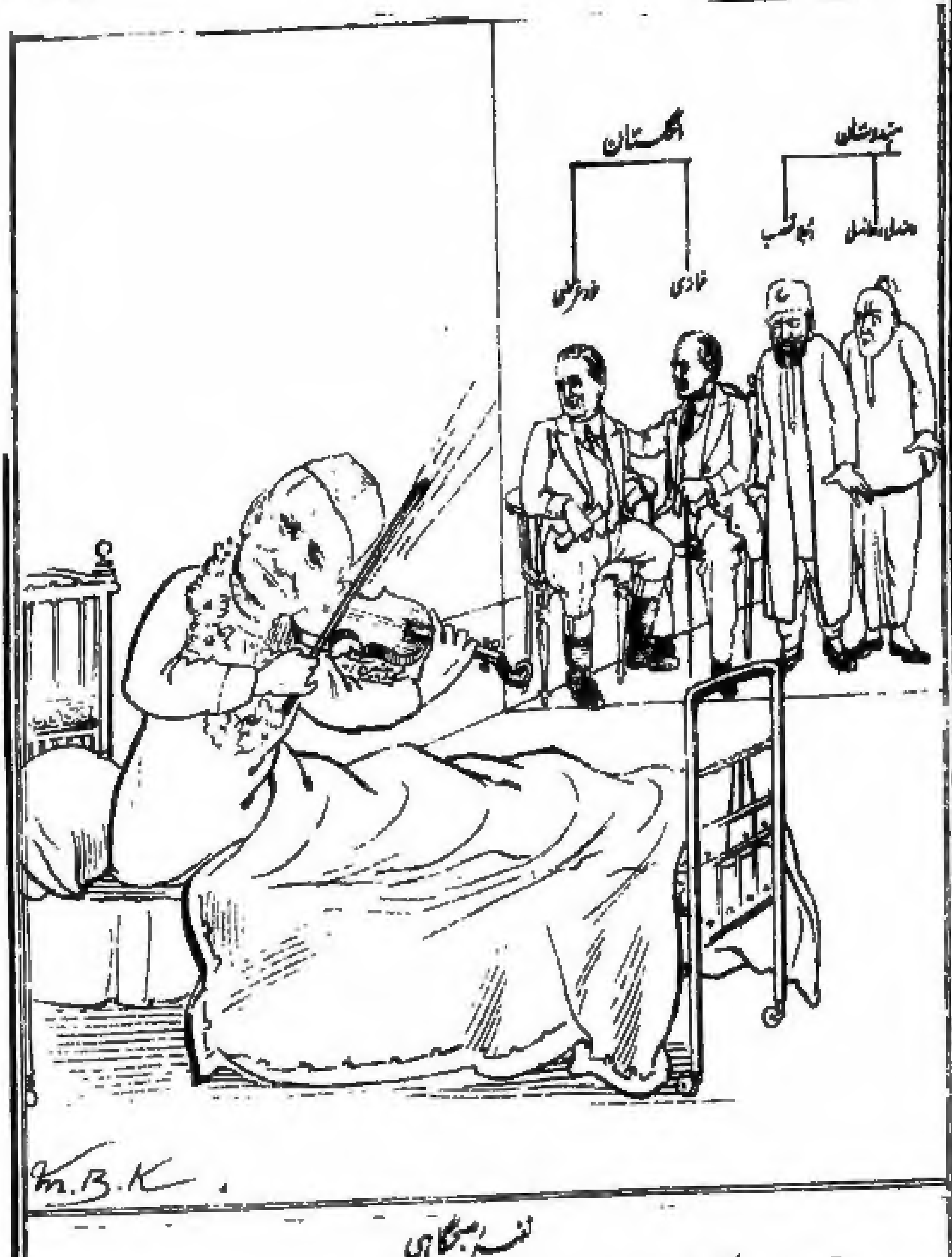
وہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے … ہی نہیں مردوں کا ہے … سب داڑھی والے تھے بیچارے تمام …

… کرتے رہتے ہیں کوئی بال انکے … میں پھنسا … انکے علاوہ داڑھی مونچھ … ہیں جب آئے … داڑھیاں ہونٹوں … اور … کیا اب … ہو گئے ہیں جو داڑھی سے … ہیں۔

جب تک … داڑھی مونچھ کا … رنگ … بہادر ہوتے تھے … اور آگ کے میدان میں گھس جاتے تھے۔ جب سے داڑھی مونچھ کا صفایا ہوا ہے … نکل آئے … نہیں رکھتے جس طرح عورتیں … گالیاں دیتی ہیں اسی طرح یہ مرد … دشمن پر گالیاں برساتے ہیں۔ ہماری گالیاں … گالیاں ایک ہی تحصیل … ہیں۔ … گالیاں … ہیں۔ … کا گھر … دیتا ہے۔ مگر … ہوتی ہیں۔

اے … زخم … کنند …
زخم … جاں ستاں … کند

آغا … مسلمانوں نے داڑھی کے باقی رکھنے میں کتنا اہتمام کیا ہے۔ … داڑھی اسلام کے واسطے کوئی ضروری … نہیں … اسلام … مسلمان ایک چیز کو … سمجھتے ہیں … سلاطین … ایک بادشاہ تھا … ایسی … داڑھی رکھتا تھا کہ باغ کی سیر کو نکلا تو داڑھی کی جھاڑیوں میں … پھنس گیا اور … مصیبت میں الجھا رہا … کسی طرح نکلنے کی … آخر … کہ حضرت داڑھی … بادشاہ سلامت کا … داڑھی بدستور باقی رہی … بادشاہ ہوا تو … آغا … عظیم الشان … اہتمام کے طور پر … اکثر



نغمۂ صبحگاہی

مغنی: ایسو برج کے کیا تم ہی ہو اجارے دار؟

ہم خیال
انگلستانی۔ (غور و تامل کے بعد) آں۔ آں۔ گاڈ ڈام بار بار۔ ایسو برج کے کیا تم ہی ہو اجارے ..... آں ہاں!
فادی: مورتی کے کردنیو نار بار؟
تعصب: سبھا پت لیو بار بار۔ بنگال میں دیوں بہار بہار؟
روحانی۔ تم ایک ایک ہم چار چار۔ ایسو برج کے کیا تم ہی ہو اجارہ دار

دیکھا جا سکتا ہے کہ جام اور غلام کی وراثت سے متعلق ہوں تو یہ چیز بھی باقی نہیں رہی۔ عورتوں کے سر اور مردوں کی داڑھی منڈوانے سے عمامہ بھی باقی نہیں رہا مگر وہ ایک بے وقوفی ضرور ہے۔ جو کچھ اپنا تھا وہ اب ہے ظاہری وضع اور قوم کا باطنی جو وضع ہے وہ اب وطن کی باطنی وضعداری ہے کہ یہ لوگ باہر کے چیزوں بے ادب وضعداری کا پاس نہیں کرتے۔ تمہاری بیٹے ایشیا والوں کی باطنی وضعی ہے کہ تم اپنے وطن کی محبت سے خالی ہو اور یہی مرض افتخار کرتے ہو جس سے وطن کی عزت ڈوب رہی ہے۔ کسی تماش خواہش کے موجب ہونے کی حیثیت سے تو انھوں نے نہیں تم وضع اور فیشن کے ساتھ اپنا ضمیر دل ہی اللہ کی کوشش کرتے ہو اپنے ہی ہو۔

خیر مجھے اس سے کیا آپ کے گھر کی داڑھیں میں تنبول کی خوشی کے ورد پایا ہے اور بیچ کا ہے اس ہونٹ سے اسرار ہیں جس نے بیٹھے سنجالے۔ ادھیڑ ہے یا کروا جعفر، یقیناً معاذ خو خود زادو گئیں سن وضع وطن فراموش فیشن پر قوم کو فدا کرنے والے دو نوں پھانسی کے قابل ہیں۔ جو لوگ تمہاری طرح سوال کرتے ہیں کہ ہم جو وضع پسند ہو وہ ہمیں اس سے متعلق نہیں جانتے۔ لے بھلا جو کوئی آتے ہی کرے ستر ہے ہے مرد بنے اور بیگموں کی داڑھی پر کچھ کرے وہ انسان ہی کب ہے جو بات کوئی ضمیر کا صحیح سمجھے۔ وضع اور فیشن پر لٹے اور اختیار کرتے ہیں لعنت خدا ہے۔ ہم جبر کیسا؟ مجھے دیکھو ذرا بتیں دو سو دن خود خادم کی کتا جل پا لی اور سادی کا مداح ہے۔ خدا کے لیے بیگم تم بھی سچو واللہ جو تم ابی پہنتے ہو اس میں جو تو ابھی اپنے دس کی گزشتہ اولاں اور اپنے سامنے کا رجب بنا کے تمہیں سمجھاؤں۔ اور ہندوس لوگ میں جا ہی رہا ہوں ایسی جو ساری اولاں کے شہر میں کسی کے پاس نہ تھے۔ میں نے کیا نواب کی وضع ایک اسکا باپ ایک بیٹے ہی کو ان کفن میں پہلے ۳۰ قاتم سے تم میں پوچھا ابھی کی اپنی وضع کا پاس کر سکو۔

چلتے وقت ایک نصیحت اور سن لو ہندوستان کی

پھر وہ رنگ نکل جائے اور برطانیہ کی حکومت پر کمر کس لے میں کہ غیور حبشی بچے کا ساتھ دینا ہے اور ہم کو امید ہے اس جنگ کے بیچ بھلا ہماری کچھ کمائی ہو شیار چالاک سپاہی سرکار کیا کرے گی مگر قوم کا ان صورتوں خاطر یہی جگہ پر خیال کر کے یہ پیچھے جانے والے کوئی جان رکھتے ہیں آج آقا یہ چیز ہے جب آج کا میدان کے ہم قوم ہو وطن اور حاکم ہونے کے لیے سب کچھ کمال بیچنے کر کے لوگ بیچارے ہیں ہے ایسی حالت سے کیا نفع پہنچا سکتے ہیں ان کے واسطے تمہارے طفیل میں ہندوستانی کالیوں سے اور ہم بڑھانے اور پیٹ پالنے کا نیا ذریعہ نکل آیا ہے۔

برطانوی حکومت اپنی نفع نقصان کو جانے والوں سے زیادہ سمجھتی ہے۔ اور یہ تجربہ جاننے والے بھی آج تمہاری حالت میں نکل جاتے ہیں کل انھیں میاں حبشی بچے کو خلیفۃ المسلمین کا لقب دے کے اس کی بیچ توانی کریگے شبہ ہے کہ وہ کہیں پہلے کی طرح نکالا جا ہے۔ انھیں سے وہ کرنے لیے جیسا ایک قوت پاس رکھنے والے کی ملاش رہتی ہے۔ حبشی بچہ ابھی تمہارے بیچ ہے سقہ دوں کی پرشاہی ایمان سے نکال رہا ہے اور اس کام سے فراغت پانے کے بعد اسکی سلطنت آگئی ہیں گے بغداد کے پاک ذات شہدوں کی طرف پیٹا کھانے کی وقت آنے وہ سقا الملک والدین جاء غازی بن رضا کی الاسلام کہلا اخلاص والتوحید مظفر علی خان حبشی حبیب اللہ خان کہتا انھیں زبانوں کو سن لیا ہوا ہے کہ مستقل ہیں۔ آج انھوں نے تمہارے سر پر میں لالی مسلمانوں پر جہاد کرنے کے لیے کمر کس لی کیا خوب؟

نہ ترکش میں وہ تیر نہیں۔ خان بہادر آتے ہیں وہ کل بیچ کہیں گے کہ یہ خونریزی ہے۔ تخت کابل ہو کی میراث نہیں۔ الملک شہدا الارض اللہ یورثہا من یشاء۔ خدا رکھے غازی حبیب اللہ کو بس سقاؤ اللہ رسول اللہ کی ساری خصلتیں اس میں موجود ہیں سے

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما باشد

سو ہار اللہ تک کے خونے ہیں گرفتہ ہیں۔ خدا حافظ آج پھا خوارج ابھی ہم اور خدا بیت ندامت کی ستر کا جامہ۔

سقہ سلیم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

غلام اور بچہ سقو

آج میاں حبشی کی حکومت جو افغانستان میں ہوگئی تو اہل عالم تعجب میں مگر تاریخ بتاتی ہے کہ حکومت کوئی ان کے پیٹ سے لے کے پیدا نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی عجیب و غریب مساوات پسندی اس قسم کے واقعات اور امتیاز کر چکی ہے۔ صرف ایک مثال کا ذکر بیان کیا جاتا ہے خلیفہ عبدالملک بن مروان کا عہد ہے۔ لکھنا نے ہیں کہ مکہ کا گورنر عطا ابن ابی رباح تھا غلام۔ یمن کا گورنر طاؤس بن کیسان تھا غلام۔ مصر کا گورنر یزید ابن ابی حبیب تھا غلام۔ شام کا گورنر مکحول حبشی تھا غلام۔ الجزیرہ کا گورنر میمون بن مہران تھا غلام۔ خراسان کا گورنر ضحاک ابن مزاحم تھا غلام۔ بصرہ کا گورنر حسن بن ابی الحسن تھا غلام۔ صرف کوفہ میں ابراہیم نخعی ہاں آزاد تھے جو ایک قبیلہ کے سردار تھے۔ باقی جس صوبہ میں دیکھیے ایک غلام ڈٹا ہوا ہے۔ میاں حبشی تو کسی کے غلام نہیں صاحب ثروت و قوت، شجاعت و سخاوت پر میاں بھی ہیں ہم مسکین زادہ ہیں مانا اپنی کہتے اور شور افشاں نے اور تنگ خیالی پیچھے وہ گزرے تو آخر اس میں کیا بات ہے۔ مسلمان کیوں جھینپتے ہیں سے

ہرگز شیر زندہ کہ نباشی خواندہ

میاں حبشی کا کندہ سے پر شکستہ اگر پڑا ہوا ہے تو کیا انھیں لالہ لنگڑ کا اسکی طرح کھنے کی ترقی کا اصل سبب بیان کرنا نہیں آتا۔

نقل ہے کہ لالہ لنگر تیمور لنگ کے بارے کرم و جود کی جب جوش میں آتا ہے تو کہا اور شیخی نہیں دیکھتا کسی وجہ سے لالہ لنگر صاحب قدرت ہو گئے کر کندہ سے پر سیگی تو ڈولی اٹھانے کے نشان موجود تھے قتول کا کچھ سبب لنگڑوں کو نشانہ سکا۔ پہلے تو وہ کہار تھے اللہ نے ان کا حجرہ سے مراجعہ کر دیا صرف کہار قرآن کر رہا کی خدمت پر متعین ہو گئے۔ یہ داستان کر رہے تھے لالہ صاحب کی ان کو کھڑیں کی سمت ہے اور اپنے کندھوں کے نشانوں کی مشابہت پر غور کر رہا تھا۔

لنگڑ تو اب کے کا اشارہ ہے کہ دیکھا دیکھتا ہے؟

کمار: یہ بیکار سرکار کے کچھ اور کرنے کا آپ نے کس کس
دیکھا ہے؟
لنگڑ: لوکائیں مل کر خدا جانے بیچارے کا
دوانی کے کان پر کیا گذری، میں کچھ نہ کہہ سکا
کہ ان کے قصوں کا لطف جاتا رہا۔

میاں بھتنا کہیں حضرت اور خدا جانے
میں نہ تھا مجھے میاں نے خود بلا لیا۔ البتہ بعض
گلہ ضرور ہوتے ہیں۔ کیجئے آپ بھی یہ
کہیں خدا نخواستہ آپ کے کان سے ہو جائیں
تو گلہ کیا ہیں؟

سقو کا حمایتی نائی

ایک نامہ نگار تحریر فرماتے ہیں کہ ایک قوم
کے نائی صاحب جو سقو کی حمایت میں بہت مبالغہ
کرتے اور بال کی کھال نکالنے کی جانب بہت میل
رکھتے ہیں خدا نے بھولی سی زبان دی ہے جرأت
ٹوٹ پھوٹ بولتی ہے اور نا شکیر کا ساتھ بھی
ہے جو خواہ مخواہ قوم چھوڑ کے ہو جائے؛ اپنی حرمت
ہے اُن کی حجامت بنائیے۔

نامہ نگار صاحب کی خواہش تعمیل کے قابل ہو یہ
سے نہیں ہے کہ اصلاح دینا ہر نائی کا فرض منصبی ہے۔
نائی کسی قوم کا نام نہیں پیشہ کا نام ہے۔ ہندوستان
میں فرقہ بندی باعتبار پیشہ ہی ہے با وجود ایک مستقل
کے علاوہ جیسے بڑے آدمی ہیں انہیں کے سامنے گرفتار
ہونے گردن جھکاتے کان پر ہاتھ پھیرتے
کے بال بناتے یا چھوڑتے ہیں اگر پوچھا جائے کہ
میں یہ حق ہے۔ نائی ان کے کان کبھی ادھر پھیرتے کبھی
اُدھر پھیرتے کبھی دوسری طرف گھماتے ہیں اور یہ بات
نہیں کرتے نہ مدارات فرماتے ہیں بھر بھی انہیں
بہت عزت دیتے ہیں یہ اچھی بات نہیں۔ دوسرے
یہ کہ مشہور ہے کہ چوری کی گواہی دینے حضرت نائی
نہیں آ سکتے گواہ لائے گا تو دوم دھاری جو گا بہرحال
آپ بھی ہو رہتے دیکھئے نائی سے کیوں الجھ رہا ہے میں
کے جوڑ بچا اور بال کھول کیجیے جو تھے یہ کہیں ہی
تھی خلیفہ وقت ہو رہے ہیں کہ نائی ہو کر

نائی: حضرت امرو سے خلیفہ کا وصف نہ تھے بھلا
جب کہ حضرت آیا تھا تب وہ کام کا جو ہر ہی جا پہنچا
ہے کر مفصل بیان کیجئے کہ خلیفہ بنے کیوں جبکہ کوئی فن
نائی کا نہ آتا ہو جو ہر تلاش لیا سکے جب ایک صاحب
نے خلیفہ بنا کر یہ کہا کہ خلیفہ نائی صاحب
بال بنا کر یہی سوال داغ دیا:۔
نائی: حضور نے شاہزادہ امرو کو چھوڑ کر کس
داعیہ کو اپنا ولیعہد کیوں مقرر فرمایا؟
خلیفہ: آپ حجامت کیجیے جواب دیا جائے گا۔
نائی: حضرت نے جعفر وزیر کی گردن مارنے میں کیا
مصلحت تھی؟
خلیفہ: اس کا جواب بھی حجامت سے فرصت ہو جانے کے
بعد عرض کروں گا۔
نائی: رقہ دیندار ہے جانب عرب ایک فرسنگ کے
فاصلے پر گاؤں ہے جہاں حضرت خلیفہ اس وقت اکثر
جہاں مقیم رہتے تھے اور رہنے کے قابل جگہ نہیں۔
بغداد کے عالی شان محل چھوڑ کے حضور نے اس
کوردہ میں کیوں قیام فرمایا ہے؟

اب خلیفہ کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ مسرور جلاد
طلب ہوا کہ اس کی تلوار سے ان حضرت کی عقل کے
ناخن تراشے۔ کمبخت کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی
مروود نے تین باتیں پوچھیں اور تینوں ایسی ہیں کہ
اگر میرا دادا بھی پوچھے آج تو بھی نہ بتاؤں۔

بھلا بتائیے ایسے گلی کوچے کے نائی اہم امور میں جب ایک
نائی شخصی اختیارات سے بے خوف ہو کے دخل دینے
کی جرأت رکھتا ہے تو آج جبکہ زبان و قلم
کیا آزادی ہے آج کل آزادی پیشتر سے زیادہ ہے۔
بوجوہ مذکورہ کسی کو حجامت بنانے دیجیے جواب
اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

المختصرات

المختصر یہ کہ کبھی صحبت احباب جو خاصت سے ملاقی
ہوا اور حلق امیروں کی ہم نشینی سے مگر ان کا فرمانا ہے
مسلمین بہ جاہلین سکنٹ نہیں کر لی تب بھی مگر سوال
شاہ افغانستان دمشق ہم قوموں کی ہم نشینی قبول کرتے

تہذیب کی یہ بات جو ان بوڑھوں کا قرب یعنی اپنے خدمت کیا
اور مسخروں کے طریقہ میں پیروں کی سیر فرمائی ہو
احمد علی خاں ایرانی اور سابق مدعا جو یہ ہو کہ
گرفتگان تہذیب میں بھی جھنگی کی دادخواہی کی
کابل کا حاکم تو ہندوستان میں ہے مگر یہ متانت
سے علاقہ نہیں ہے۔ کچھ دنوں بعد خدا جانے
کے قابل ہو جائے درست نہیں۔

المختصر یہ کہ نیابتہ مرحوم افغانستان (صبح کا وعدہ)

حاجی محمد علی صاحب مرحوم نے قبول یعنی جامع الامر
دمشق میں کسی اخبار کی وکیل دیا ہے سے فرمایا کہ
جامعہ اور دشمن ہیں؛ سلام نہیں تھکتا۔ بیچ ہے اسلام
دل سے تعلق رکھتا ہے۔ دیکھئے کب حاجی صاحب اسلام
کے دشمن میں تھے ہم نے کی طاقت پیدا کر دی ہے
حنت انتظار ہے۔

المختصر کہ رئیس اور بیچارے بے کس مزدوروں
نے خدا جانے کیوں ہم وقت رکھے ہے جان دے بیٹھے
مارے جاتے ہیں وہیں سے قبل پوچھا ہے جو ہماں کا کوئی
ماہیت تنہا خالق نہیں ہے۔ اس اعتبار سے کہ
بڑھاپے میں نوجوان جو دو تلاش کرتا ہے اپنے قتل
نہیں ہیں صلح و دشمنوں سے اتفاق ہے مگر ہمیں حساب
اندیشہ خیال نہیں کرتے کیا معنی کہ اگر روح فرشتہ کی
کوئی ایسی حرکت سرزد ہو گئی ہو جس سے بھی زیادہ تعجب ہو
تو اسکا عذاب انہیں نہتا مزدوروں کی گردن پر ہوگا۔
صاحب چلے جائیں یورپ اور وہاں سے کوئی رشتہ
دیا کی بہن لے آئیے تو بلیپ کار اس وقت
پر نکاح کرنے کی کہ جو اولاد ہندی ہمارے سرزمین
دیں گے وہی مالک ہے۔ مگر ان حکومت کی جھولی کو
فرض نہیں جہاں جھنجھلا کے پڑے وہ کسی کے
پرائیویٹ یا اندرونی معاملات میں کب دخل دیتی
ہے؟ انشاء اللہ بڑھاپے پر رحم کرے۔

المختصر یہ کہ فرانس جو ان کا ہو۔ بچے کی رضامندی
خواہ مخواہ دیر ہوتی ہے اور انشاء اللہ کی تحریر یا تقریر
ہیں۔ اتنا خیال نہیں فرماتے کیا اگر کوئی ان کی تحریر کو
اگر کیوں ملاحظہ ہوتی۔ تحریر ایسی بڑھ گئے ہے جو ہمارا زمانہ
نہیں سکتا۔ اعلان ایسی تحریر یا دلوں میں کہ یہی

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس [illegible] فن موسیقی میں گرہ لگائی



ایک گراموفون کی طرح سروں کے [illegible] کے جملہ حرکات کا غذ پر لینے کے قواعد بتائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی

مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لیکے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچا ہے

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ خود استاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ۔